عرب جمہوریہ مصر　　　15 ذی الحجہ 1440ھ
وزارت اوقاف　　　16 اگست 2019ء

حج کے بعد انسان کے معمولات کیا ہونے چاہیے ؟

جو شخص مخلوقِ خدا کے لئے سنتِ الہی میں غور وفکر کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ یہ دن، مہینے، اور سال کتنی جلدی سے گزر رہے ہیں، دن گزر رہے ہیں، سال پلٹ پلٹ کر آ رہے ہیں، یہ دنیوی زندگی گنتی کی چند سانسوں اور گھڑیوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اور غور وفکر کرنے اور نصیحت حاصل کرنے والے شخص کے لئے اس میں عبرتیں ہیں، ارشاد خداوندی ہے : **{وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا}** " اور اسی نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا اس شخص کی نصیحت کے لئے جو نصیحت حاصل کرنے یا شکر گزاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو " ۔

اور جب اللہ تعالی حج مقبول سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور حاجی اس دن کی طرف واپس پلٹا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : "جس نے حج کیا اور اس دوران نہ تو اپنی بیوی سے میلاپ کیا اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا "، تو ایک عقل مند کو چاہیے کہ وہ اس فضلِ خداوندی کو غنیمت جانے، اور ہر قسم کے گناہوں سے باز آ جائے اور صاف دل اور انتہائی اخلاص کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں متوجہ ہو جائے۔

اور جب اللہ کریم کسی حاجی کو اس عظیم عبادت کی توفیق عطا فرمائے تو اسے اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو محسوس کرنا چاہیے اور اسے جاننا چاہیے

کہ یہ نعمت نیک اعمال پر دوامِ اختیار کرنے کے ذریعے اللہ رب العزت کے شکر کو واجب کرتی ہے، نیک اعمال کا کوئی متعین وقت یا جگہ نہیں ہے بلکہ یہ انسان کی زندگی کے دوام اور اس میں تکلیف شرعی کی شرائط پائے جانے کے ساتھ ہمیشہ جاری وساری ہیں، اور یہی نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے، نیک اعمال اور عبادات کی پابندی کرنا درحقیقت اللہ تعالی کے ان فرامین کی بجا آوری ہے : **{وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ}** " اور تو اپنے رب کی عبادت کر حتی کہ تجھے یقین نصیب ہو جائے " ۔ **{ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ *وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ}** " پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر ۔ اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا " ۔

اور جب تو ایک عبادت اور نیکی مکمل کر لے تو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دوسری عبادت اور نیکی میں مصروف ہو جا ۔

نیک عمل کی پابندی کرنا اللہ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ عمل اور حسنِ خاتمہ کی دلیل ہے، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ : رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا : کون سا عمل اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے ؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : " جس پر زیادہ دوام اختیار کیا جائے، چاہے وہ تھوڑا ہی ہو"، مبارک ہو اس شخص کو جسے اللہ تعالی نے اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائی اور اس نے اچھی طرح سے بندگی کی، لوگوں سے حسنِ اخلاق سے پیش آیا، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کوشش کی، ان کی مشکلات کو دور کیا اور اپنے معاشرے اور وطن میں نیکی کو پھیلایا ۔

جب اللہ تعالی بندہ مومن کو فریضہ حج کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے تو اس کے بعد بندگی اور فرمانبرداری کا سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ بندہ مومن کے پاس بہت سے دوسرے نیک اعمال ہوتے ہیں جن کے ذریعے بندہ مومن اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے، جیساکہ نفلی نماز، نفلی روزہ، نفلی

عبادات، لوگوں اور ملک کی مصلحت کے لئے کوشش کرنا، یتیموں کی کفالت کرنا، مریضوں کی عیادت کرنا، یہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں انسان کی قدر ومنزلت کو بلند کرتے ہیں ۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : اللہ تعالی حدیث قدسی میں فرماتا ہے : " میرے بندے نے کسی ایسی عبادت سے میرا قرب حاصل نہیں کیا جو مجھے ان عبادات سے زیادہ پسندیدہ ہو جو میں نے اس پر فرض کیں، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اور میں اس کے وہ پیر ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے ۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پنا ہ طلب کرے تو میں ضرور اس کو پناہ عطا کرتا ہوں " ۔

اسی طرح حاجی کو چاہیے کہ اس کے حج کا اثر معاملات میں رواداری اور حسنِ اخلاق کی صورت میں ظاہر ہو، اور یہ حج کے قبول ہونے کی علامت ہے، پس وہ لوگوں سے حسنِ اخلاق سے پیش آئے، ان سے اچھی طرح معاملات کرے اور حج سے قبل ہونے والی کمی وکوتاہی کا تدارک کرے، اور یہ اثر اپنے اہلِ خانہ یعنی والدین، اولاد، اور بیوی، اور تمام لوگوں کے ساتھ معاملات، صلہ رحمی اور ہر قسم کی بھلائی کرتے ہوئے اس کے کردار میں ظاہر ہونا چاہیے، ارشاد خداوندی ہے : **{لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ**

أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ }. " ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتا اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں " ۔

حج کا حاجی کی طرزِ زندگی میں اخلاقی اثر چھوڑنا ضروری ہے، حج کوئی کھوکھلی رسم نہیں ہے جو بغیر کسی ہدف ومقصد کے ادا کی جاتی ہے بلکہ یہ ایک عبادت ہے جو اس لئے مشروع کی گئی ہے تاکہ یہ انسان اور اس کے اخلاق کو بلند کرے، ارشاد خداوندی ہے : **{الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ}** "حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالی باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالی کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو "۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : " جو شخص اس گھر میں آیا اور اس نے نہ تو اپنی بیوی سے میلاپ کیا اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا " ۔

حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا گیا : کیا حج مقبول کی جزا جنت ہے ؟ آپ نے فرمایا : اس کی علامت یہ ہے کہ حاجی اس حالت میں واپس لوٹے کہ وہ

دنیا میں بے رغبتی رکھنے والا اور آخرت میں دلچسپی رکھنے والا ہو، ان سے کہا گیا : کیا حج کی جزا مغفرت ہے ؟ انہوں نے فرمایا : اس کی علامت یہ ہے کہ وہ سابقہ برے کام چھوڑ دے ۔

جب انسان کے اخلاق اور اس کی طرزِ زندگی کو شائستہ بنانے میں عبادت کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو اس عبادت کا نہ تو دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی آخرت میں اس کا کوئی پھل ملے گا، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : " کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے ؟ " صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ تو کوئی درہم ہو اور نہ ہی کوئی ساز وسامان، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : "میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز، روزے اور زکوۃ وصدقات کے ساتھ آئے گا، اور وہ اس حال میں آئے گا کہ اس نے فلاں کو گالی دی ہو گی، فلاں پر تہمت لگائی ہو گی، فلاں کا مال کھایا ہو گا، فلاں کا خون بہایا ہو گا، اور فلاں کو مارا ہو گا، پس وہ بیٹھ جائے گا اور فلاں فلاں اس کی نیکیوں سے بدلہ لے گا اور اگر اس کے ذمہ گناہوں کا بدلہ لینے سے قبل اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈال دیا جائے گا اور پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا " ۔

اور جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ : اے اللہ کے رسول، فلاں عورت نماز، روزوں، اور صدقات کی کثرت کی وجہ سے مشہور ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : " وہ دوزخ میں ہے"، عرض کیا : اے اللہ کے رسول، فلاں عورت نماز، روزہ، اور صدقہ کی قلت کی وجہ سے معروف ہے مگر وہ پنیر کا صدقہ کرتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے کوئی تکلیف نہیں پہنچاتی، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا :" وہ جنت میں ہے " ۔

آدمی کا جن کاموں کا طلب گار رہتا ضروری ہے ان میں ایک کام حسن خاتمہ ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی بندے کو موت سے پہلے ان تمام گناہوں سے دور ہونے کی توفیق عطا فرما دے جو اللہ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں اور اللہ تعالی اس کے لئے گناہوں اورخطاؤں سے توبہ کرنے اور نیک اعمال کرنے کی راہیں آسان کر دے اور پھر اس کی موت اسی اچھی حالت پر واقع ہو جائے ۔

جب انسان دنیا میں اپنے کام کا پابند ہے تو نیک کام کی توفیق ملنا اور موت تک اس پر پابند رہنا حسنِ خاتمہ کی علامت ہے جیساکہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ : " اعمال کا دارومدار ان کے خاتمے پر ہے"، اس لئے ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے خاتمہ بالایمان کے لئے کوشش کرے اور نیک اعمال کے ساتھ اپنے رب سے ملاقات کی تیاری کرے، اور اسی طرح قرآن کریم نے بھی اس جانب ہماری توجہ دلائی ہے، ارشاد خداوندی ہے : **{فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا}** " تو جسے بھی اپنے پروردگارسے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے " ۔

پس جو شخص اللہ سے ڈرے، اس کے اوامر کی اتباع کرے اور نواہی سے اجتناب کرے تو اللہ تعالی اسے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے اور پھر اسی حالت میں اس کی روح قبض کرتا ہے جیساکہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا : " اللہ تعالی جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس میں مصروف کر دیتا ہے "، عرض کی گئی : اے اللہ کے رسول، اللہ تعالی اسے کیسے مصروف کرتا ہے ؟، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : "اللہ تعالی اس کے لئے موت سے پہلے نیک عمل کی راہیں ہموار کر دیتا ہے اور پھر اسی حالت میں اس کی روح قبض کرتا ہے "، اعمال میں اعتبار خاتمے کا ہیں، اللہ تعالی جسے عبادت وبندگی کی توفیق عطا فرمائے اور وہ

نیکی کے کام پر دوام اختیار کرے تو اس کا خاتمہ بالایمان ہو گا اور وہ جنت کے حقدار ٹھہرنے والے خوش نصیبوں میں سے ہو گا، ارشاد خداوندی ہے : **{وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ}** " لیکن جو نیک بخت کئے گئے وہ جنت میں ہوں گے جہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان وزمین باقی رہے مگر جو تیرا پروردگار چاہے، یہ بے انتہا بخشش ہے " ۔

اور حج سے حاصل شدہ دروس واسباق میں سے ایک سبق اسباب اختیار کرتے ہوئے معاملہ کو مطلق اللہ کے سپرد کر دینا، اور انسان کا اس بات پر ایمان رکھنا ہے کہ سارا اختیار اللہ ہی کے لئے ہے، اور جو کام اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ہر حال میں ہو کر رہے گا، ارشاد خداوندی ہے: **{وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالا مُّبِينًا}** " اور (دیکھو) کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالی اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا " ۔

{مَّا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} " اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے " ۔ **{وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ}** " اور اگر تجھ کو اللہ تعالی کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں ۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالی کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے " ۔

اپنا معاملہ مطلق اللہ کے سپرد کرنا درحقیقت ایمان کی علامات اور اسلامی کے قطعی حقائق میں شمار ہوتا ہے، اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے انسان کا اللہ تعالی کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا ضروری ہے، جب وہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہو جائے گا، اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے گا تو اللہ کی خوشنودی سے لطف اندوز ہو گا اور سکون واطمینان محسوس کرے گا۔

برادرانِ اسلام !

حاجی اس حال میں حج سے واپس لوٹتا ہے کہ اس کے گناہ کو بخش دیا جاتا ہے، اس کی محنت وکوشش کو قبول کر لیا جاتا ہے اور اس کے عمل کا اجر دیا جاتا ہے پس اسے اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف وستائش کے فریب میں آنے سے بہت محتاط رہنا چاہیے، حج کوئی لقب نہیں جسے آدمی حاصل کرتا ہے اور نہ ہی یہ لوگوں کے درمیان غرور اور فخر کرنے کا سبب ہے بلکہ حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج سے واپسی کے بعد متواضع اور خوفِ خدا رکھنے والا ہو، حج ایک جلیلِ القدر فریضہ ہے اور اس کا اجر وثواب بہت بڑا ہے، جو شخص اسے ادا کرے اور اس کی مشقت کو برداشت کرے وہ اپنے دل میں اس کی لذت کو محسوس کرتا ہے اور اس کا اثر اس کی زندگی میں ظاہر ہوتا ہے وہ اللہ اور اس کے بندوں کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آتا ہے، نہ تو اس کے دل میں تکبر داخل ہوتا ہے اور نہ ہی غرور اور خودپسندی اس کے بندگی اور فرمانبرداری پر غالب آتی ہے، مومن اخلاص اور صدقِ نیت کے ساتھ جو عبادت بھی ادا کرتا ہے وہ عبادت اسے دوسری عظیم عبادت کی طرف لے جاتی ہے، بندہ مومن مسلسل ایک عبادت سے دوسری عبادت تک اور ایک نیکی سے دوسری نیکی تک ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ درجہ احسان تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اور یہ عبادت وفرمانبرداری کی قبولیت کی علامت ہے۔

اللہ رب العزت نے ذکر کیا ہے کہ جو اہلِ ایمان بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں وہ عمل کی قبولیت وعدم قبولیت اور حصولِ ثواب میں خوف ورجا کے مقام پر فائز ہوتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے : **{إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ * وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ *وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ * وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ* أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ}** " یقینا جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں ۔ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے ۔ اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں " ۔

ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ : یعنی جو لوگ اپنے احسان، اپنے ایمان، اور اپنے نیک عمل کے باوجود اللہ تعالی سے ڈرنے والے، اس سے خوف کھانے والے اور اپنی حالت کے بدلنے سے کپکپانے والے ہیں ۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا : اے اللہ کے رسول، اللہ کا فرمان ہے : **{وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ}** " اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں " کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو چوری کرتا ہے، اور زنا کرتا ہے، اور شراب پیتا ہے، اور وہ اللہ سے بھی ڈرتا ہے ؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : " اے ابو بکر کی بیٹی، اے صدیق کی بیٹی، نہیں، لیکن یہ وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے، اور روزہ رکھتا ہے اور صدقہ کرتا ہے اور پھر بھی وہ اللہ سے ڈرتا رہتا ہے"؟۔

بندہ مومن عبادات اور نوافل کی کثرت کو اتنی اہمیت نہیں دیتا جتنی اہمیت وہ نیک عمل کے قبول اور عدمِ قبول اور اپنی زندگی پر ان عبادات کے ثمرات کو دیتا ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اطاعت

وفرمانبرداری میں محنت وکوشش کیا کریں، وہ نہ تو کسی عمل کو چھوٹا سمجھتے ہوئے ترک کریں اور نہ ہی کسی عمل کو بڑا سمجھتے ہوئے اس پر تکبر اور غرور کریں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ خودپسندی اور غرور نیک اعمال کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "ہلاک کردینے والی چیزیں تین ہیں : انسان کا غرور وتکبر کرنا، بخل جس کی پیروی کی جائے، خواہشِ نفس جس کی اتباع کی جائے" ۔

اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر ہماری مدد فرما۔ آمین